سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہ رضؓ

طالب الہاشمی

حضرت عبدالرحمٰن بن جبر انصاریؓ

حضرت عبدالرحمٰن بن جبر انصاریؓ

(۱)

۱۲ بعدِ بعثت میں حضرت مصعب بن عمیرؓ اسلام کے مبلّغِ اوّل کی حیثیت سے مدینہ منوّرہ تشریف لائے اور اپنی تبلیغی مساعی کا آغاز کیا تو سید الاوس حضرت سعد بن معاذؓ نے انھیں اپنے محلوں میں آنے سے روکا لیکن جب حضرت مصعبؓ نے انھیں نہایت احسن انداز میں اسلام کی دعوت دی تو وہ ان کے حسنِ تکلّم اور حلم وتحمل سے اتنے متاثّر ہوئے کہ فوراً شرفِ ایمان سے بہرہ ور ہو گئے۔ ان کے اثر ورسوخ کی بہ دولت (ان کا اپنا) قبیلہ بنو عبدالاشہل تو اسی دن مسلمان ہو گیا اور اوس کے دوسرے گھرانوں میں بھی اسلام نہایت سرعت سے پھیلنے لگا۔ اسی زمانے میں اوس کی شاخ بنو حارثہ کے ایک سعید الفطرت آدمی عبدالعزیٰ نے بھی قبولِ اسلام کا شرف حاصل کیا۔ سرورِ عالم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منوّرہ میں نزولِ اجلال فرمایا تو ایک دن عبدالعزیٰ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

''یا رسول اللہ مجھے آپ کے یہاں رونق افروز ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نعمتِ اسلام سے سرفراز کیا۔''

حضورؐ نے مسرت کا اظہار فرمایا اور ان سے پوچھا، ''تمھارا نام کیا ہے؟''

انھوں نے کہا ''عبدالعزیٰ''

ارشاد ہوا ''نہیں آج سے تم عبدالرحمٰن ہو۔''

بنو حارثہ کے یہ چشم و چراغ جن کو بارگاہِ رسالت سے ''عبدالرحمٰن'' نام عطا ہوا تاریخ میں اپنی کنیت ابو عبس سے مشہور ہیں۔ سلسلۂ نسب یہ ہے:

ابوعبس عبد الرحمٰن بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔

۱۳ بعدِ بعثت کے موسمِ حج میں مدینہ کے پچھتر اہلِ ایمان مکہ گئے اور لیلۃ العقبہ میں حضورؐ کی زیارت اور بیعت کی پھر آپؐ کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی۔ حضرت ابوعبسؓ تو بعض وجوہ کی بنا پر بیعت لیلۃ العقبہ میں شریک نہ ہو سکے البتہ ان کے ایک دوست حضرت ابو بردہ بن نیارؓ کو اصحابِ عقبہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوگئی۔ حضرت ابو بردہؓ مکہ سے واپس آئے اور حضرت ابوعبسؓ کو مکہ میں پیش آنے والے واقعات سے آگاہ کیا تو وہ جوشِ ایمان سے بے قرار ہوگئے۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے ''اصابہ'' میں لکھا ہے کہ حضرت ابوعبسؓ نے حضرت ابو بردہؓ کو ساتھ لیا اور اپنے قبیلے کے بت توڑ ڈالے۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد سرورِ عالم ﷺ مدینے تشریف لائے تو اپنے دوسرے انصاری بھائیوں کے ساتھ حضرت ابوعبسؓ نے بھی حضورؐ کا پُرتپاک خیر مقدم کیا اور مہاجرین (صحابہؓ) کی نہایت خوش دلی سے میزبانی کی۔ ہجرت کو پانچ ماہ گزرے تو حضورؐ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان دینی بھائی چارہ (عقدِ مواخاۃ) قائم کرا دیا۔ حضرت ابوعبسؓ کی مواخات جلیل القدر مہاجر صحابی حضرت خنیس بن حذافہؓ سے قائم ہوئی۔

(۲)

حضرت ابوعبسؓ انصار کے ان چند گنے چنے افراد میں سے تھے جو زمانۂ جاہلیت میں بھی عربی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ علّامہ ابنِ اثیرؒ نے ''اسد الغابہ'' میں ان کے بارے میں لکھا ہے: —— ''وہ اسلام سے پہلے عربی لکھ لیتے تھے۔''

ہجرتِ نبوی کے بعد حضرت ابوعبسؓ اکثر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے اور فیضانِ نبوی سے مقدور بھر بہرہ یاب ہوتے۔ اس طرح انھوں نے علومِ قرآن و حدیث میں اچھی خاصی دست گاہ حاصل کر لی۔

غزوات کا آغاز ہوا تو سب سے پہلے انھوں نے غزوۂ بدر الکبریٰ میں دادِ شجاعت دی اور بدری صحابی ہونے کا عظیم شرف حاصل کیا۔ اس وقت وہ ۴۸ برس کے پیٹے میں تھے۔

سرورِ عالم ﷺ مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو آپؐ نے یہودِ مدینہ سے بقائے باہمی کی

بنیاد پر معاہدۂ صلح و آشتی کرلیا تھا۔ یہود نے اس معاہدے پر، جو میثاقِ مدینہ کے نام سے مشہور ہے، بہ ظاہر تو دستخط کر دیئے لیکن در پردہ وہ اہلِ حق کے خلاف ریشہ دوانیوں میں سرگرم رہے۔ ان سب میں پیش پیش ان کا ایک رئیس کعب بن اشرف تھا۔ وہ ایک شعلہ بیان مقرّر اور قادر الکلام شاعر تھا اور مسلمانوں کو مطلق خاطر میں نہ لاتا تھا۔ اپنے خبثِ باطن کا اظہار وہ اشعار کے ذریعے حضورؐ کے خلاف مسلسل زہر اگل کر کرتا رہتا۔

حافظ ابنِ حجرؒ کا بیان ہے کہ اس بد بخت نے ایک موقع پر حضورؐ کو شہید کرنے کا منصوبہ بھی بنایا لیکن ناکام رہا۔ غزوۂ بدر میں مشرکینِ قریش کو شکست ہوئی تو کعب نے مقتولینِ قریش کے پُر درد مرثیے کہے پھر قریش سے تعزیت کے لیے مکّے گیا اور وہاں کئی دن مقیم رہ کر ان کو اپنے مقتولوں کا بدلہ لینے پر ابھارتا رہا۔ مدینہ واپس آیا تو پہلے سے دو چند جوش کے ساتھ اپنی قوم کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے لگا اور حضورؐ کی ہجو میں آئے دن تازہ سے تازہ اشعار کہنے لگا۔ اس کی یہ حرکتیں نہ صرف میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی کے مترادف تھیں بلکہ صریحاً غدّاری کی تعریف میں آتی تھیں۔ حضورؐ کافی عرصہ اس کی شرارتوں کو نظر انداز کرتے رہے لیکن جب یہ مدینہ منوّرہ کی نوزائیدہ شہری مملکت کے لیے خطرہ بن گئیں تو ایک دن آپؐ نے صحابۂ کرامؓ کے سامنے کعب بن اشرف کی حرکتوں پر سخت کرب و اضطراب کا اظہار فرمایا اور صحابہ کو اس خطرے کا تدارک کرنے کی ترغیب دی۔ حضورؐ کا ارشاد سن کر انصار کے پانچ سرفروشوں نے تہیّہ کرلیا کہ وہ اس فتنے کا استیصال کرکے رہیں گے لیکن کعب بن اشرف سے نبٹنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس کا مسکن یا محل ایک مضبوط قلعے کی حیثیت رکھتا تھا اور اس نے اپنی حفاظت کے لیے بہت سے مسلح جوان ملازم رکھے ہوئے تھے تاہم انصاری جانبازوں نے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی خاطر اپنی جانوں کو داؤ پر لگا دیا اور ایک رات کو کعب کے قلعے میں گھس کر اس کو کیفرِ کردار تک پہنچا دیا۔ اسلام کے اس بدترین دشمن کو قتل کرنے والے جانبازوں میں ایک حضرت ابوعبس عبدالرحمٰنؓ تھے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت ابوعبسؓ نے غزوۂ اُحد، غزوۂ احزاب اور عہدِ رسالت کے بیشتر دوسرے غزوات میں دادِ شجاعت دی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اواخرِ عہدِ رسالت میں حضرت ابوعبسؓ نابینا ہوگئے۔ اسی حالت میں ایک دن حضورؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے انھیں ایک عصا مرحمت فرمایا کہ اس کو لے کر چلنے میں روشنی معلوم ہوگی۔

حضرت ابوعبس عبدالرحمٰنؓ ۳۴ ہجری میں (بہ عہدِ خلافت حضرت عثمانؓ) سخت علیل ہو گئے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کو ان کی علالت کا علم ہوا تو وہ عیادت کے لیے تشریف لائے۔ یہ علالت جان لیوا ثابت ہوئی اور اسلام کے اس فرزندِ جلیل نے تقریباً اسّی برس کی عمر میں پیکِ اجل کو لبیک کہا۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنّورینؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور گورستان بقیع میں سپردِ خاک کیا۔ حضرت قتادہ بن نعمانؓ، حضرت ابو بردہ بن نیارؓ، حضرت محمد بن مسلمہؓ اور حضرت سلمہ بن سلامہؓ جیسے اکابر صحابہ نے لحد میں اتارا۔

حضرت ابوعبسؓ نے اپنے پیچھے دو لڑکے محمدؒ اور زیدؒ چھوڑے۔

حضرت ابوعبسؓ حدیث بیان کرنے میں بہت محتاط تھے۔ کتبِ حدیث میں ان سے مروی صرف پانچ حدیثیں ملتی ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوعبسؓ بڑھاپے میں اپنے بالوں کو مہندی لگایا کرتے تھے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ